بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پارہ نمبر:30

سورۃ النبا

وجہ تسمیہ:

نبأ خبر کو کہتے ہیں۔ یہ لفظ دوسری آیت میں موجود ہے۔ اسی مناسبت سے اس کا نام "نبأ" ہے۔

منکرین قیامت کا ذکر:

﴿عَمَّ يَتَسَآءَلُوۡنَ ۚ﴿۱﴾ عَنِ النَّبَاِ الۡعَظِيۡمِ ۙ﴿۲﴾﴾

یہاں منکرین قیامت کی باتوں کا تذکرہ ہورہا ہے۔ "نباء عظیم "سے مراد قیامت ہے۔ کفار بطور مذاق قیامت کے متعلق فضول قسم کے سوالات کرتے تھے اس سے ان کا مقصد آخرت کو ماننا نہیں تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آنے والی آیات میں کائنات میں پھیلی ہوئی بے شمار نعمتوں کا ذکر کیا جن نعمتوں کو یہ کفار بھی تسلیم کرتے تھے گویا اللہ تعالیٰ کی قدرت کو مانتے تھے لیکن قیامت کو نہیں مانتے تھے۔ یہاں انہیں سمجھایا جارہا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ دیگر نعمتوں کو بنانے پر قادر ہے اسی طرح مرنے کے بعد انسانوں کو دوبارہ اٹھانے پر بھی قادر ہے۔

متقین کا انجام:

﴿اِنَّ لِلۡمُتَّقِيۡنَ مَفَازًا ۙ﴿۳۱﴾ حَدَآئِقَ وَاَعۡنَابًا ۙ﴿۳۲﴾ وَّكَوَاعِبَ اَتۡرَابًا ۙ﴿۳۳﴾﴾

گزشتہ آیات میں منکرین قیامت اور آخرت کے حالات اور عذاب کا ذکر تھا۔ اب یہاں ان کے مقابلے میں ماننے والے متقین کے لیے جنت کی نعمتوں کا ذکر

ہے۔ متقین کے لیے اس دن جیت ہو گی، باغات، انگور اور ہم عمر نو خیز بیویاں ہوں گی۔

آخرت کی منظر کشی:

يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ صَفًّا ۗۙ لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ قَالَ صَوَابًا ﴿۳۸﴾

یہاں سے قیامت کے دن کی منظر کشی کی جارہی ہے کہ آخرت میں کوئی انسان یا فرشتہ کسی کی سفارش کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے سامنے بات نہیں کر سکے گا ہاں جس کو اللہ تعالیٰ اجازت دیں گے وہ بھی صرف درست بات کرے گا۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جانوروں کو بھی میدان میں جمع کر کے ظالم جانور سے مظلوم جانور کا بدلہ دلوا کر انہیں مٹی کر دیں گے۔ اس وقت کفار عذاب کا منظر دیکھ کر تمنا کریں گے کہ کاش ہم بھی مٹی ہو جائیں۔

سورۃ النازعات

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی پہلی آیت میں موجود لفظ ﴿النّٰزِعٰتِ﴾ کی مناسبت سے اس سورۃ کا نام "نازعات" ہے۔

فرشتوں کی قسمیں:

یہاں اللہ رب تعالیٰ نے پانچ قسمیں کھائی ہیں:

﴿وَ النّٰزِعٰتِ غَرْقًا﴾ قسم ہے ان فرشتوں کی جو کافروں کی روح کو کھینچ کر نکالتے ہیں۔

﴿وَّ النّٰشِطٰتِ نَشْطًا﴾ قسم ہے ان فرشتوں کی جو مسلمانوں کی روح اتنی آسانی سے

نکالتے ہیں کہ جیسے گرہ کھول دی گئی ہو۔

﴿وَّ السّٰبِحٰتِ سَبۡحًا﴾ قسم ہے ان ملائکہ کی جو تیرتے ہیں۔

﴿فَالسّٰبِقٰتِ سَبۡقًا﴾ جو حکم ملتا ہے اس کو لے کر دوڑتے ہیں۔

﴿فَالۡمُدَبِّرٰتِ اَمۡرًا﴾ پھر جو حکم خدا ان کو دیتے ہیں ان کے لیے تدبیر اختیار کرتے ہیں۔

یہ قسمیں کھا کر اللہ تعالیٰ بتانا چاہتے ہیں کہ انہی فرشتوں کے ذریعے ہم صور پھنکوا کر انسانوں کو دوبارہ زندہ کر دیں گے۔ ہمارے لیے یہ کام کوئی مشکل نہیں ہے۔

قدرت خداوندی کی نشانیاں:

﴿ءَاَنۡتُمۡ اَشَدُّ خَلۡقًا اَمِ السَّمَآءُ ؕ بَنٰهَا ﴿۲۷﴾﴾

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی عظیم نشانیاں آسمان، زمین، رات، دن اور پہاڑوں کا ذکر فرما کر آخرت کی منظر کشی کی ہے۔

﴿يَسۡـَٔلُوۡنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرۡسٰهَا ﴿۴۲﴾ؕ﴾ کفار بار بار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے بارے میں پوچھتے تھے کہ کب آئے گی؟ یہاں انہیں جواب دیا کہ قیامت کا علم تو صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ ﴿كَاَنَّهُمۡ يَوۡمَ يَرَوۡنَهَا لَمۡ يَلۡبَثُوۡۤا اِلَّا عَشِيَّةً اَوۡ ضُحٰٮهَا ﴿۴۶﴾﴾ کفار جب آخرت میں پہنچ جائیں گے تو انہیں عالم دنیا یا عالم برزخ کا زمانہ ایک شام یا ایک صبح جتنا معلوم ہو گا۔

سورة عبس

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی پہلی آیت میں موجود لفظ ﴿عَبَسَ﴾ سے اس سورۃ کا نام "عبس" ہے۔

شان نزول:

﴿عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى ۝١ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ۝٢ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى ۝٣﴾

ایک مرتبہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے بڑے بڑے سرداروں کو تبلیغ کرنے میں مصروف تھے۔ گفتگو کے دوران حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کریم کی کوئی آیت سمجھنا چاہی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے توجہ نہ دی۔ انہوں نے اصرار کیا، بار بار کہا۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا یوں بار بار کہنا ناگوار گزرا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے توجہ ہٹالی اور مشرکینِ مکہ کی طرف متوجہ رہے۔ جب مجلس سے اٹھ کر آپ تشریف لے گئے تو اٹھتے ہی آثارِ وحی نمودار ہوئے اور یہ سورت مبارکہ آپ پر نازل ہوئی۔ اس واقعہ سے ہمیں یہ تعلیم ملتی ہے کہ جو سچا، مخلص، طالب اور اپنا ہو اس کو وقت دینا اور اس کی طلب کو پورا کرنا؛ یہ اس کا حق ہے۔

ناشکرے انسان کو تنبیہ:

﴿قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ۝١٧﴾

انسان کا ستیاناس ہو وہ کتنا ناشکرا ہے! گزشتہ آیات میں قرآن کریم کی پیروی کے واجب ہونے کا بیان تھا اب یہاں سے (کافر) انسان جو قرآن کریم اور اللہ

تعالیٰ کی نعمتوں کا منکر اور ناشکرا ہے اس کی تخلیق کو بیان کر کے اسے تنبیہ کی جارہی ہے کہ تو اپنی تخلیق میں غور کر اللہ تعالیٰ نے تجھے کس چیز سے پیدا کیا؟ اس کو ایک قطرہ پانی سے بنایا ساتھ اس کے اعضا کو مناسب انداز میں رکھا۔ پھر اس کے لیے پیدائش کا راستہ آسان بنا دیا۔ پھر اسے موت دی اور قبر میں پہنچا دیا۔

قیامت کی منظر کشی:

﴿فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ﴿۳۳﴾ یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ ﴿۳۴﴾﴾

گزشتہ آیات میں کائنات میں انسانوں کے فائدے کے لیے بے شمار نعمتوں کا ذکر تھا۔ اب یہاں سے آخرت کی منظر کشی کی جارہی ہے کہ جب کان پھاڑنے والی آواز (صور) آجائے گی۔ اس سے مراد فیصلے کا دن ہے اور وہ دن اتنا سخت ہو گا کہ کوئی کسی کا نہیں ہو گا حتیٰ کہ آدمی اپنے بھائی سے بھاگے گا، ماں باپ سے، بیوی بچوں سے بھاگے گا۔ ایک ایک نیکی مانگتے پھریں گے لیکن کوئی کسی کو ایک نیکی دینے کے لیے تیار نہ ہو گا۔ اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ موت سے پہلے سچی توبہ کر کے اپنے رب کو راضی کر لیں اور آخرت کے لیے نیکیاں جمع کر لیں تاکہ وہاں کسی سے مانگنی نہ پڑیں۔

سورۃ التکویر

وجہ تسمیہ:

جب قیامت قائم ہو گی تو سورج کو لپیٹ دیا جائے گا اس کے لیے پہلی آیت میں لفظ "كُوِّرَتْ" استعمال ہوا ہے اس کی مناسبت سے اس کا نام "تکویر" ہے۔

قیامت کے حالات وواقعات:

﴿اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ﴿۱﴾ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ﴿۲﴾﴾

سورۃ کے شروع سے لے کر آیت نمبر 14 تک قیامت کا منظر پیش کیا گیا ہے۔ سورج کو لپیٹ کر بے نور کر دیا جائے گا۔ ستارے ٹوٹ جائیں گے۔ پہاڑ چلا دیئے جائیں گے۔ ایسا ہولناک منظر ہو گا کہ دس ماہ کی گابھن اونٹنی کی بھی کوئی پرواہ نہیں کرے گا۔ عرب کے ہاں ایسی اونٹنی بہت قیمتی ہوتی تھی، لیکن اس وقت یہ بے کار چھوڑ دی جائے گی۔ سارے جانور خوف کے مارے اکٹھے ہو جائیں گے۔ زندہ در گور کی ہوئی بچی کو لایا جائے گا اور اس سے پوچھا جائے گا کہ تجھے کس جرم میں مٹی میں دبایا گیا تھا۔ اس سے مقصود مجرمین کو سزا دینا ہو گا۔

پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام کا ذکر فرمایا جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی لایا کرتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا کہ انہیں جو غیب کی باتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتائی جاتی ہیں وہ کاہنوں کی طرح اس کے بتانے میں نہ تو بخل سے کام لیتے ہیں اور نہ ان کے بتانے پر پیسے لیتے ہیں۔ قرآن کریم تو ہے ہی لوگوں کے لیے نصیحت لیکن اس سے فائدہ وہ اٹھاتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں۔

سورۃ الانفطار

وجہ تسمیہ:

جب قیامت قائم ہو گی تو آسمان پھٹ جائے گا اس کے لیے پہلی آیت میں لفظ "انْفَطَرَتْ" استعمال ہوا ہے اس کی مناسبت سے اس کا نام "انفطار" ہے۔

﴿إِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۝١ وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۝٢﴾

اس سورۃ کے شروع میں بھی اللہ تعالیٰ نے آخرت کی منظر کشی کی ہے کہ جب آسمان پھٹ جائے گا۔ اور جب سیارے بکھر جائیں گے۔ اور جب سمندر بہا دیے جائیں گے۔ اور جب قبریں کھول دی جائیں گی۔ تب ہر شخص کو اس کا سب اگلا پچھلا

معلوم ہو جائے گا۔

اور دنیا میں جو اعمال کرنا چاہیے تھے لیکن نہ کر سکا، ان کا بھی علم ہو جائے گا۔

کراماً کاتبین کی ذمہ داری:

﴿كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۝١١ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝١٢﴾

پھر اللہ تعالیٰ نے کراماً کاتبین کا ذکر فرمایا۔ ان کی ذمہ داری یہ ہے کہ انسان دنیا میں جو بھی اعمال کرے برے یا اچھے وہ انہیں اس کے نامہ اعمال میں لکھ دیں تا کہ قیامت کے دن ہر انسان اپنے نامہ اعمال کو خود دیکھ اور پڑھ لے۔ پھر اس کے متعلق فیصلہ جنت یا جہنم کا فیصلہ کیا جائے۔ اس سے ہمیں یہ سبق مل رہا ہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے اپنے اقوال، افعال اور اعمال کو تول تول کر کرنا چاہیے کیوں کہ ہمارا ہر قول و فعل لکھا اور محفوظ کیا جارہا ہے۔

سورۃ المطففین

وجہ تسمیہ:

پہلی آیت میں یہ لفظ موجود ہے، مطلب ہے ماپ تول میں کمی کرنے والے۔ اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام "مطففین" ہے۔

حقوق العباد کی اہمیت:

﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝١ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝٢﴾

سورۃ کی ابتدائی آیات میں ان لوگوں کے لیے ہلاکت کی سخت وعید سنائی گئی ہے جو دوسرے سے اپنا حق لیتے وقت پورا پورا وصول کرتے ہیں مگر انہیں ان کا حق دیتے وقت کمی بیشی کر کے دیتے ہیں۔ کل قیامت کے دن؛ جہاں سب لوگ کھڑے

ہوں گے؛ یہ اپنے پروردگار کو کیا منہ دکھائیں گے؟ اس سے ہمیں یہ سبق مل رہا ہے کہ حقوق العباد کی اچھے طریقے سے ادائیگی کرنی چاہیے اور آخرت کے لیے اچھی تیاری کرنی چاہیے۔

سجین اور علیین:

﴿كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ۝۷﴾

یہاں کئی آیات میں کفار وفجار اور ابرار ونیک لوگوں کا تذکرہ ہورہا ہے۔ کفار وفجار کی جب روح نکلتی ہے تو اس کا ٹھکانہ سجین یعنی نیچے کا قید خانہ ہے۔ جب ابرار لوگوں کی روح نکلتی ہے تو اس کا ٹھکانہ علیین یعنی اوپر کے بالا خانے ہیں۔ اسی طرح کفار کا نامہ اعمال ان کی روحوں کی طرح سجین میں ہوتا ہے جبکہ ابرار کا نامہ اعمال ان کی روحوں کی طرح علیین میں ہوتا ہے۔ پھر آگے ابرار لوگوں کے لیے جنت کی نعمتوں کا ذکر ہورہا ہے۔

سورۃ الانشقاق

وجہ تسمیہ:

جب قیامت قائم ہو گی تو آسمان پھٹ جائے گا اس کے لیے پہلی آیت میں لفظ "اِنْشَقَّتْ" استعمال ہوا ہے اسی مناسبت سے اس کا نام "انشقاق" ہے۔

اس سورۃ کے شروع میں بھی دیگر سورتوں کی طرح قیامت کے حالات وواقعات بیان کیے گئے ہیں۔

﴿اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ۝۱ وَ اَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَ حُقَّتْ ۝۲ وَ اِذَا الْاَرْضُ

مُدَّتْ ۝۳ وَ اَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَ تَخَلَّتْ ۝۴﴾

جب آسمان پھٹ جائے گا۔ اور اپنے رب کے حکم کی تعمیل کرے گا اور اس پر یہی لازم ہے۔ اور جب زمین کو ہموار کر دیا جائے گا۔ اور جو کچھ اس کے اندر ہے وہ اسے نکال باہر کرے گی اور خالی ہو جائے گی۔

اس وقت ہر انسان کو اپنا انجام معلوم ہو جائے گا۔

فریقین کے حالات:

﴿فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۝۷ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ۝۸ وَّ يَنْقَلِبُ اِلٰۤى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ۝۹﴾

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے فریقین کے حالات کو بیان فرمایا کہ مؤمن کا حساب کتاب کا معاملہ آسان ہو گا اور اسے نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں ملے گا تو وہ خوش خوش اپنے گھر والوں کی طرف لوٹے گا۔ جبکہ وہ لوگ جنہیں ان کا نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں پیچھے سے دیا جائے گا وہ اس وقت ناکامی کو دیکھ کر پھر موت کو پکاریں گے۔

﴿فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۲۴ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝۲۵﴾

اب آیات میں دونوں کا نتیجہ بیان فرمایا کہ کفار کے لیے دردناک عذاب ہو گا اور ایمان والوں کے لیے ایسا ثواب ہو گا جو ختم ہونے والا نہیں ہو گا۔

سورۃ البروج

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کے آغاز میں ہے ﴿وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ﴾ قسم ہے برجوں

والے آسمان کی۔ اسی مناسبت سے اس کا نام سورۃ "البروج" رکھا گیا ہے۔

خندق والوں کا واقعہ:

﴿وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الۡبُرُوۡجِ ۙ﴿۱﴾ وَالۡیَوۡمِ الۡمَوۡعُوۡدِ ۙ﴿۲﴾ وَ شَاہِدٍ وَّ مَشۡہُوۡدٍ ؕ﴿۳﴾ قُتِلَ اَصۡحٰبُ الۡاُخۡدُوۡدِ ۙ﴿۴﴾﴾

سورۃ کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے قسمیں کھا کر اصحاب اخدود کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ یوم الموعود سے مراد قیامت کا دن ہے۔ ایک تفسیر کے مطابق شاہد سے مراد جمعہ کا دن ہے اور مشہود سے مراد عرفہ کا دن ہے۔ ایک تفسیر میں شاہد سے مراد انسان ہے اور مشہود سے مراد قیامت ہے۔

آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مار ہے ان خندق کھودنے والوں پر۔ اس میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ سے 70 سال پہلے پیش آیا تھا۔ ایک کافر بادشاہ تھا جو ایک مسلمان لڑکے کو مارنا چاہتا تھا لیکن وہ لڑکا ان کے لیے آزمائش بنا ہوا تھا۔ پھر اس لڑکے نے خود ہی بادشاہ کو تدبیر بتائی کہ میری موت کس طرح واقع ہو سکتی ہے۔ بادشاہ نے ویسے ہی کیا تو کافی سارے اور لوگ ایمان لے آئے۔ بادشاہ کو غصہ آیا، اس نے کہا جو دینِ حق قبول کر چکے ہیں ان کو خندقوں میں آگ دہکا کر جلا دو۔ پھر آگے اہل ایمان کی کامیابی کو بیان کیا کہ وہ باغات میں ہوں گے۔

سورۃ الطارق

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی پہلی آیت میں ﴿وَ السَّمَآءِ وَ الطَّارِقِ﴾ ہے اسی مناسبت

سے اس سورۃ کا نام "طارق" رکھا ہے۔

﴿وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ۝١ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ۝٢ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۝٣﴾

قسم ہے آسمان کی اور طارق کی۔ طارق کا معنی ہے جو رات کو آئے۔ فرمایا کہ آپ کو پتا ہے کہ طارق کیا ہے؟ وہ ستارہ ہے جو بالکل روشن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قسمیں کھا کر بتایا کہ انسان پر ایک نگران فرشتہ مقرر ہے جو اس کے اعمال کو لکھتا رہتا ہے یا اس کی حفاظت کرتا رہتا ہے۔

بعث بعد الموت کا اثبات:

﴿فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝٥﴾

یہاں انسان کی تخلیق کو بیان کر کے منکرین بعث بعد الموت کو سمجھایا جا رہا ہے؛ جنہیں شک تھا کہ انسان دوبارہ کیسے بنے گا؟ ہڈیوں میں جان کیسے آئے گی؟ گوشت کیسے چڑھے گا؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم نے دیکھا ہے کہ پانی کے نطفے سے اللہ تعالیٰ انسان کو بناتا ہے تو بنے ہوئے انسان کو دوبارہ بنانا کیا مشکل ہے۔

سورۃ الاعلیٰ

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی پہلی آیت میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى﴾ ہے اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام "اعلیٰ" رکھا ہے۔

﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۝١ الَّذِىْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۝٢﴾

اپنے اونچی شان والے رب کے نام کی تسبیح بیان کیجئے۔ جس نے پیدا کیا پھر

متناسب اعضاء والا بنایا۔ مخلوقات میں انسانوں کو خاص طور پر چاہیے کہ وہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے نام کی تسبیح بیان کریں۔

آگے قرآن کریم کی حقانیت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر فرمایا کہ ہم آپ کو پڑھائیں گے اور آپ بھولیں گے نہیں؛ لہذا جلدی نہ کریں۔ ہاں جس چیز کو منسوخ کرنا ہو گا اسے اللہ تعالیٰ بھلادیں گے۔ جس شخص نے اپنا تزکیہ کیا اور اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر کیا تو ایسا شخص کامیاب ہے۔

سورۃ الغاشیہ

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی پہلی آیت میں ﴿هَلۡ اَتٰىكَ حَدِيۡثُ الۡغَاشِيَةِ﴾ ہے اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام "غاشیہ "رکھا ہے۔

غاشیہ کا معنی ہے چھا جانا، مراد اس سے قیامت ہے۔ اس سورۃ کے شروع میں قیامت کا تذکرہ کیا۔ پھر مجرمین کا کہ ان کے چہرے اترے ہوئے ہوں گے اور انہیں جہنم کی دہکتی ہوئی آگ میں داخل کیا جائے گا۔ پھر متقین اہل جنت کا تذکرہ کیا کہ وہ جنت کے انعامات سے مستفید ہوں گے۔ جنت میں بہتے ہوئے چشمے ہوں گے۔ اونچی نشستیں، پیالے قالین اور تکیے ہوں گے۔ پھر مشرکین کو سمجھانے کے لیے چار چیزوں کا تذکرہ کیا: اونٹ، آسمان، زمین اور پہاڑ۔ ان میں غوروفکر کرنے سے معلوم ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے۔ پھر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا فریضہ ذکر کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام صرف تبلیغ ہے کسی کو زبردستی منوانا نہیں ہے۔

سورۃ الفجر

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی پہلی آیت میں ﴿وَالْفَجْرِ﴾ ہے اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام "فجر" رکھا ہے۔

﴿وَالْفَجْرِ ﴿١﴾ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ﴿٢﴾﴾

اس سورۃ کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے قسمیں کھائی ہیں ذوالحجہ کی فجر کی، دس راتوں کی؛ اس سے مراد ذوالحجہ کی پہلی دس راتیں ہیں، جفت اور طاق کی؛ جفت سے مراد 10 ذوالحجہ کا دن اور طاق سے مراد 9 ذوالحجہ کا دن ہے۔ ان قسموں کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نیک لوگوں سے اچھائی کا معاملہ فرمائیں گے اور برے لوگوں سے برائی کا معاملہ فرمائیں گے۔

پھر سابقہ اقوام ارم، ثمود، قوم فرعون اور ان کی تباہی کا ذکر کیا ہے۔ سورۃ کے آخر میں مجرمین اور متقین کے انجام کو بیان فرمایا ہے کہ مجرمین قیامت کے عذاب کا نظارہ کرنے کے بعد کہیں گے کہ اے کاش ہم نے اس زندگی کے لیے آگے کچھ بھیج دیا ہوتا۔ نفس مطمئنہ سے کہا جائے گا کہ اپنے پروردگار کی طرف آجاتو اللہ تعالیٰ سے راضی وہ تجھ سے راضی اور ان سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جائیں۔

سورۃ البلد

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی پہلی آیت میں ﴿لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ﴾ ہے اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام "بلد" رکھا گیا ہے۔

﴿لَآ أُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝١ وَأَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝٢﴾

اللہ تعالیٰ نے شہر مکہ کی قسم کھا کر فرمایا اے میرے پیغمبر! آپ اس شہر میں مقیم ہیں۔ مکہ مکرمہ پہلے بھی مکرم تھا مگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اور اقامت کی وجہ سے اس کے شرف میں اور بھی اضافہ ہو گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم نے انسان کو مشقت میں پیدا کیا ہے۔ دنیا میں ہر انسان کو مشقت کا سامنا ہو گا، راحت کا اصل مکان آخرت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو نیکی اور بدی، دونوں راستے دکھا دیے ہیں، اب اس کی مرضی جس راستے کو چاہے اختیار کر لے۔ آخر میں فریقین (دائیں اور بائیں ہاتھ والوں) کے انجام کو بیان فرمایا ہے۔

سورۃ الشمس

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی پہلی آیت میں ﴿الشَّمْسِ﴾ کا لفظ ہے اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام "شمس" رکھا گیا ہے۔

﴿وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ۝١ وَالْقَمَرِ إِذَا تَلٰهَا ۝٢﴾

اللہ رب العزت نے گیارہ قسمیں کھا کر یہ مضمون سمجھایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی ذات میں گناہ کا تقاضا بھی رکھا ہے اور گناہ کو کنٹرول کرنے کی طاقت بھی اس کے مزاج میں رکھی ہے۔ وہ شخص کامیاب ہو گیا جس نے اپنے نفس کی اصلاح کر لی اور وہ شخص برباد ہو گیا جس نے اپنے نفس کو تباہ کر دیا یعنی اس کی اصلاح نہ کر سکا۔ پھر آخر میں قوم ثمود کی سرکشی اور ان کے انجام کو ذکر کیا ہے۔

سورة اللیل

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی پہلی آیت میں ﴿وَ الَّیۡلِ اِذَا یَغۡشٰی﴾ ہے اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام "لیل "رکھا ہے۔

﴿وَ الَّیۡلِ اِذَا یَغۡشٰی ۙ﴿۱﴾ وَ النَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰی ۙ﴿۲﴾﴾

سورۃ کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے قسمیں کھا کر نیکی اور بدی کے نتیجے کو بیان کیا کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال دیا، تقویٰ اختیار کیا اور سب سے اچھی بات کو دل سے مانا تو اللہ تعالیٰ اس کو کامیابی عطا فرما دیں گے اور جس شخص نے بخل کیا اور سب اچھی بات کو جھٹلا دیا تو اللہ تعالیٰ اس کو ناکام فرما دیں گے۔ سورۃ کے آخر میں فرمایا کہ وہ شخص جو اللہ تعالی سے بہت زیادہ ڈرتا ہے، اپنا مال راہ خدا میں خرچ کرتا ہے اور اس سے مقصود صرف اللہ تعالیٰ کی رضا ہے، ایسا شخص جہنم سے بہت دور رہے گا۔ یہ آیات حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔

سورة الضحیٰ

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی پہلی آیت میں ﴿وَ الضُّحٰی﴾ ہے اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام "لیل "رکھا ہے۔

﴿وَ الضُّحٰی ۙ﴿۱﴾ وَ الَّیۡلِ اِذَا سَجٰی ۙ﴿۲﴾﴾

اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب سے عشق کی انتہا فرمادی۔ ابو لہب

کی بیوی ام جمیل نے کہا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خدا نے اس کو چھوڑ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یوں جواب دیا کہ قسم ہے چڑھتے دن کی روشنی کی، اور رات کی جب اس کا اندھیرا چھا جائے کہ میں خدا نے نہ تمہیں چھوڑا ہے اور نہ ہی میں ناراض ہوں۔

آگے مزید اپنے محبوب کو یقین دلانے کے لیے فرمایا کہ کیا ہم نے تمہیں یتیم نہیں پایا تھا پھر تمہیں ٹھکانا دیا، راستہ سے ناواقف پایا تو راستہ دکھایا اور تمہیں نادار پایا تو غنی کر دیا۔ پھر نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ یتیم پر سختی نہ فرمانا، سائل کو ڈانٹ ڈپٹ نہ کرنا اور اپنے پروردگار کی نعمتوں کا تذکرہ کرتے رہنا۔

سورۃ الانشراح

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی پہلی آیت میں ﴿نَشْرَحْ﴾ کا لفظ ہے اس کا معنی کھولنا ہے چونکہ اس سورۃ میں شق صدر یعنی نبی پاک صلی للہ علیہ وسلم کے سینے مبارک کو کھولا گیا تھا اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام "انشراح" رکھا ہے۔

﴿اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝١ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝٢﴾

اس سورۃ میں شق صدر کے واقعہ کا تذکرہ کیا اور فرمایا کہ ہم اپنے محبوب کا ذکر بلند کر دیں گے۔ یہاں ایک اصول بیان فرمایا کہ پہلے تنگی آتی ہے پھر تنگی کے بعد آسانی آتی ہے۔ آخر میں فرمایا کہ جب مصروفیات ختم ہو جائیں تو اپنے رب کی اتنی عبادت کریں کہ آپ تھک جائیں۔ اس سے مراد نفلی عبادات ہیں۔ تو دین کا کام کرنے والوں کو چاہیے کہ فرائض اور دینی کاموں سے فارغ ہونے کے بعد ذکر و اذکار اور نوافل کا بھی اہتمام فرمائیں، اس سے اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط ہوتا ہے۔

سورۃ التین

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی پہلی آیت میں ﴿وَالتِّیۡنِ﴾ ہے اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام "تین" رکھا ہے۔

﴿وَالتِّیۡنِ وَالزَّیۡتُوۡنِ ۙ﴿۱﴾ وَطُوۡرِ سِیۡنِیۡنَ ۙ﴿۲﴾ وَهٰذَا الۡبَلَدِ الۡاَمِیۡنِ ۙ﴿۳﴾﴾

شروع میں اللہ تعالیٰ نے چار قسمیں کھا کر انسان کی تخلیق بیان فرمائی کہ ہم نے انسان کو بہترین سانچے میں ڈھال کر پیدا فرمایا۔ پھر انسان بڑھاپے کو پہنچ جاتا ہے تو اس کی خوبصورتی اور طاقت دونوں ختم ہو جاتی ہیں۔ جوانی میں وہ جو اعمال کرتا تھا اب بڑھاپے میں نہیں کر سکتا لیکن اللہ تعالیٰ اسے ان اعمال کا اجر دیتے رہتے ہیں۔ پھر آخر میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیتِ اعلیٰ کا ذکر ہے۔

سورۃ العلق

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی دوسری آیت میں ﴿خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ عَلَقٍ ۚ﴿۲﴾﴾ ہے اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام "علق" رکھا ہے۔

﴿اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الَّذِیۡ خَلَقَ ۚ﴿۱﴾ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ عَلَقٍ ۚ﴿۲﴾﴾

قرآن کریم کی سب سے پہلی وحی جو غار حراء میں نازل ہوئی وہ اس سورۃ کی پہلی پانچ آیات ہیں۔ اس کی باقی آیتیں بعد میں نازل ہوئی تھیں۔

آگے ابو جہل کی سرکشی اور بدبختی کا ذکر ہے کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حرم میں نماز پڑھنے سے منع کیا۔ حالانکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت

یافتہ تھے اور تقویٰ کا حکم دیتے تھے۔ ابو جہل کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر وہ ان حرکات سے باز نہ آیا تو ہم اس کی پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹیں گے۔ پھر آخر میں اللہ تعالیٰ نے محبت کے انداز میں فرمایا میرے محبوب سجدہ کیجئے اور میرے قریب ہو جایئے۔ معلوم ہوا کہ سجدہ سے اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہوتا ہے۔

سورۃ القدر

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی پہلی آیت میں ﴿الْقَدْرِ﴾ ہے اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام "قدر" رکھا ہے۔

﴿اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝۱ وَ مَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝۲ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝۳﴾

اس سورۃ میں یہ ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک ایسی رات عطا فرمائی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر اور افضل ہے۔ وہ لیلۃ القدر کی رات ہے جس میں لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر قرآن کریم نازل ہوا۔ یہ رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہے۔

سورۃ البینہ

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی پہلی آیت میں ﴿حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ﴾ ہے اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام "بیّنہ" رکھا ہے۔

﴿لَمۡ یَکُنِ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ وَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ مُنۡفَکِّیۡنَ حَتّٰی تَاۡتِیَہُمُ الۡبَیِّنَۃُ ۙ﴿۱﴾﴾

اس سورۃ میں بتایا کہ مشرک ناکام ہوں گے۔یہود و نصاری نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے روشن دلائل دیکھنے کے بعد بھی آپ پر ایمان نہ لائے تو یہ ناکام ہوں گے۔ یہ بات سمجھائی ہے کہ جو نیک کام کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوتے ہیں۔بطور خاص صحابہ کرام کو اللہ تعالیٰ نے انعام دیا ہے کہ " رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ " اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گئے اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے۔ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے بہت بڑا انعام اور فضیلت ہے۔

سورۃ الزلزال

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی پہلی آیت میں ﴿زِلۡزَالَہَا﴾ ہے اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام "زلزال" رکھا ہے۔

﴿اِذَا زُلۡزِلَتِ الۡاَرۡضُ زِلۡزَالَہَا ۙ﴿۱﴾ وَ اَخۡرَجَتِ الۡاَرۡضُ اَثۡقَالَہَا ۙ﴿۲﴾﴾

اس سورۃ میں قیامت کی ہولناکیوں کو بیان کیا۔جب قیامت آئے گی تو زمین اپنے خزانے باہر نکال دے گی۔ دنیا میں جس نے مال کی خاطر گناہ کیے تھے وہ اس مال کو دیکھ کر کہے گا یہ ہے وہ مال جس کی وجہ سے میں نے گناہ کیے تھے! اس مال کو کوئی لینے والا نہیں ہو گا تو اس وقت کو یاد کرو۔ آخرت کی تیاری کرو۔

دنیا میں کی ہوئی چھوٹی سے چھوٹی نیکی پر اللہ تعالیٰ اچھا بدلہ دیں گے اور چھوٹی سی چھوٹی برائی پر اللہ تعالیٰ سزا دیں گے۔ قیامت کے دن پورا حساب کتاب لیا جائے

گا۔ اللہ کریم ہم سب کو اپنے فضل سے جنت میں جگہ عطا فرمائیں۔

سورۃ العادیات

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی پہلی آیت میں ﴿وَالْعٰدِيٰتِ﴾ ہے اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام "عادیات" رکھا ہے۔

﴿وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۝١ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۝٢﴾

اللہ تعالیٰ نے دوڑنے والے گھوڑوں کی قسمیں کھا کر یہ بات سمجھائی کہ گھوڑا اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر اپنے مالک کی حفاظت کرتا ہے، اس کی بات مانتا ہے۔ لیکن انسان کو دیکھیے کہ وہ اپنے مالک کا کھاتا ہے لیکن اس کی بات نہیں مانتا اور شکر کے بجائے ناشکری کرتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا رزق کھانے کے بعد اللہ کی اطاعت اور شکر کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائیں۔

سورۃ القارعہ

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی پہلی آیت میں ﴿اَلْقَارِعَةُ﴾ ہے اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام "قارعہ" رکھا ہے۔

﴿اَلْقَارِعَةُ ۝١ مَا الْقَارِعَةُ ۝٢ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ۝٣﴾

اس سورۃ میں قیامت کا ذکر کیا اور یہ بات سمجھائی کہ جن کے اعمال نیک

ہوں گے قیامت کے دن ان کا اعمال نامہ وزنی ہو گا۔ اور جن کے اعمال برے ہوں گے گناہ بہت زیادہ کیے ہوں گے ان کا اعمال نامہ بہت ہلکا ہو گا۔ قیامت کے دن اعمال کو گنا نہیں بلکہ تولا جائے گا کہ اعمال میں وزن، خشوع و خضوع اور اخلاص کتنا تھا۔ تو نیک اعمال کو اخلاص کے ساتھ کرنا چاہیے۔

سورۃ التکاثر

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی پہلی آیت میں ﴿التَّكَاثُرُ﴾ ہے اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام "تکاثر" رکھا ہے۔

﴿اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝١ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝٢﴾

اس سورۃ میں انسان کو سمجھایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو نعمتیں دی ہیں وہ تمہیں غفلت میں نہ ڈال دیں۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرو اور قیامت کے دن ایک ایک نعمت کا تم سے حساب ہو گا۔

سورۃ العصر

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی پہلی آیت میں ﴿وَالْعَصْرِ﴾ ہے اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام "عصر" رکھا ہے۔

﴿وَالْعَصْرِ ۝١ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝٢﴾

اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر یہ بات سمجھائی ہے کہ کامیاب وہ ہو گا جس کے

عقائد درست ہوں گے۔ اعمال سنت کے مطابق ہوں گے۔ پھر فرمایا وہ کامیاب ہے جو صحیح عقیدے اور نیک عمل کی دعوت دے۔ اگر دعوت دینے میں کوئی مشکل آجائے تو اس کو خندہ پیشانی سے برداشت کرے۔

سورۃ الھمزہ

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی پہلی آیت میں ﴿ هُمَزَةٍ ﴾ ہے اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام "ھمزہ" رکھا ہے۔

﴿ وَيۡلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِۣ ۝١ ﴾

اس میں اللہ تعالیٰ نے سمجھایا کہ مال گن گن کر رکھنا، بخل کرنا، چغل خوری کرنا، لوگوں کے عیب نکالنا، مذاق اڑانا اور دوسروں کو طعنہ دینا یہ انسان کو برباد کر دیتا ہے۔ لہذا مذکورہ تمام برے اعمال سے گریز کرنا چاہیے۔

سورۃ الفیل

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی پہلی آیت میں ﴿ الۡفِيۡلِ ﴾ ہے اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام "فیل" رکھا ہے۔

﴿ اَلَمۡ تَرَ كَيۡفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصۡحٰبِ الۡفِيۡلِ ۝١ ﴾

اس میں وہ واقعہ بیان کیا جب ابرہہ کعبہ کو گرانے کے لیے لشکر لے کر آیا تھا تو چھوٹی چھوٹی کنکریاں مارنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے چھوٹے چھوٹے پرندے ابابیل بھیجے۔ اس کے لشکر کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔ اس سے عبرت حاصل کریں اللہ تعالیٰ

کے دین کو مٹانے کی بات نہ کریں بلکہ اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کریں۔

سورۃ القریش

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی پہلی آیت میں ﴿ قُرَيْشٍ ﴾ ہے اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام "فیل" رکھا ہے۔

﴿لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ۝۱﴾

اس سورۃ میں یہ سمجھایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں رزق اور تمہیں امن بھی دیتے ہیں اس کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنی چاہیے۔ اصل چیز تو عبادت ہے اور عبادت کا ماحول بنتا ہے اچھی معیشت اور امن سے۔ لہذا ایسے حالات پیدا کریں جن سے امن بھی ہو اور معیشت بھی اچھی ہو تاکہ سب لوگ اطمینان سے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگے رہیں۔

سورۃ الماعون

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی آخری آیت میں ﴿ الْمَاعُوْنَ ﴾ ہے اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام "ماعون" رکھا ہے۔

﴿اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝۱﴾

اس میں یہ بات سمجھائی ہے کہ بخل اور کنجوسی نہ کریں، نماز میں غفلت نہ کریں کیونکہ غفلت کرنے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔ نماز کی پابندی کریں۔ چھوٹی چھوٹی چیزیں جو عام استعمال اور کھانے پینے کی ہوتی ہیں، انہیں دینے لینے میں کنجوسی نہ

کیا کریں۔

سورۃ الکوثر

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی پہلی آیت میں ﴿اَلْكَوْثَرَ﴾ ہے اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام "کوثر" رکھا ہے۔

﴿اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝١﴾

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو بیان کیا کہ آپ کو کوثر عطا کی گئی ہے۔ آپ نماز پڑھیے اور قربانی کیجیے۔ آپ کے مخالف ہی ختم ہوں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام قیامت تک اور قیامت کے بعد بھی رہے گا۔

سورۃ الکفرون

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی پہلی آیت میں ﴿ الْكٰفِرُوْنَ ﴾ ہے اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام "کافرون" رکھا ہے۔

﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝١ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝٢﴾

یہ سورۃ توحید اور شرک، ایمان اور کفر اور حق اور باطل کے درمیان حد فاصل ہے۔ جب مشرکین نے صلح کرنے کی کوشش کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوٹوک فیصلہ فرمایا کہ تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین۔

سورۃ النصر

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی پہلی آیت میں ﴿اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ﴾ ہے اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام "نصر" رکھا ہے۔

﴿اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَ الۡفَتۡحُ ۙ﴾

اس سورۃ میں فتح مکہ اور لوگوں کے اسلام میں فوج در فوج داخل ہونے کا ذکر ہے۔ آخرت کی تیاری کی ترغیب دی ہے کہ اے پیغمبر! صلی اللہ علیہ وسلم، فتوحات کا وقت آگیا ہے اور لوگ جوق در جوق مسلمان ہونے لگے ہیں۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا مقصد پورا ہونے کو ہے۔

سورۃ اللھب

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ کی پہلی آیت میں ﴿تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَہَبٍ﴾ ہے اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام "لھب" رکھا ہے۔

﴿تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَہَبٍ وَّ تَبَّ ؕ﴾

اس سورۃ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ابو لہب اور اس کی بیوی کے برے انجام کو بیان کیا ہے کہ وہ کس طرح برباد ہوئے اور آخرت میں بھی وہ ہمیشہ کے لیے جہنم کے اندر رہیں گے۔ مال اور اولاد ان کے کام نہ آسکے۔

سورۃ الاخلاص

وجہ تسمیہ:

اس سورۃ میں عقائد میں سے بنیادی عقیدہ، عقیدہ توحید کو بیان کیا گیا ہے، جو شخص اس عقیدہ میں مخلص ہے وہی موحد ہے، اسی وجہ سے اس سورۃ کا نام سورۃ "الاخلاص" رکھا گیا ہے۔

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ﴿۱﴾ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ﴿۲﴾﴾

اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے توحید کو بیان فرمایا ہے۔ سورۃ کافرون میں شرک کا رد اور سورۃ اخلاص میں توحید کا بیان ہے۔ یہ دو سورتیں بہت محبوب ہیں۔ فجر کی سنتوں میں پہلی رکعت میں سورۃ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۃ اخلاص پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

سورۃ الفلق، سورۃ الناس

وجہ تسمیہ:

سورۃ الفلق کی پہلی آیت میں ﴿ الْفَلَقِ ﴾ ہے اس کی مناسبت سے اس سورۃ کا نام "فلق" رکھا گیا ہے۔

اسی طرح سورۃ الناس کی بھی پہلی آیت میں ﴿ النَّاسِ ﴾ کا لفظ ہے اس کی مناسبت سے اس سورۃ کا نام "الناس" رکھا گیا ہے۔

آخری دو سورتوں میں یہ بات سمجھائی ہے کہ انسان کو چاہیے کہ انسانوں اور جنات کے شرور سے پناہ مانگے۔ اگر جادو سے بچنا چاہے تو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آئے۔ وسوسوں سے بچنا چاہے تو بھی اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آئے۔ ہر حال میں انسان کو چاہیے کہ

شر ور و فتن سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آئے۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفاتحہ سے قرآن کریم کو شروع کیا اور سورۃ الناس پر ختم کیا۔ سورہ فاتحہ میں دو چیزیں مانگنے کی بات کی کہ اللہ تعالیٰ سے انہیں مانگیں:

- مدد و نصرت مانگیں
- صراط مستقیم مانگیں

مدد مل گئی تو دنیا میں غالب آجائیں گے اور طراط مستقیم پر آگئے تو آخرت بن جائے گی۔ اور معوذتین میں دو چیزوں سے بچنے کا حکم دیا ہے:

- ♦ دنیاوی معاملات میں مخلوقات کے شر ور سے پناہ مانگیں
- ♦ دینی معاملات میں وسوسہ ڈالنے والوں کے شر ور سے بچیں

دنیاوی معاملات میں وسوسہ ڈالنے والوں کے شر سے بچ گئے تو دنیا اچھی رہے گی۔ دینی معاملات میں وسوسہ ڈالنے والوں کے شر سے بچ گئے تو آخرت سنور جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے شر ور و فتن سے ہمیں محفوظ رکھے۔ (آمین)